

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم وقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد بار دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جسکو طبع ہوئے بامیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلمہ (دیکھو صفحہ ۴۹ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس

ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے صدیق ہے
 تیسرا سو وہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ
 میرے محل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی
 نام نہیں اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ علوت اللہ جاری ہے کہ وہ سجاد بعض السرا اعداد و حرفت
 تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے آدم کے سن پیدائش کی طرف توجہ کی تو
 مجھے اشارہ کیا گیا کہ ان اعداد پر نظر ڈال جو سورۃ العصر کے حرفت میں ہیں کہ انہیں میں سو وہ تاریخ نکلتی ہے۔
 ایک مرتبہ میں نے اس سجد کی تاریخ جس کے ساتھ میرا مکان ملحق ہے الہامی طور پر معلوم کرنی
 چاہی تو مجھے الہام ہوا مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ یہ وہی سجد ہے جس
 کی نسبت میں اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ میرا مکان اس قصبہ کے شرقی طرف آبادی کا آخری
 کنارہ پر واقع ہے اسی سجد کے قریب اور اس کے شرقی منارہ کے چھ مہیا کہ ہمارے
 سید و مولیٰ کی پیشگوئی کا مضمون ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔

اور ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد و تہجی
 میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کلب یسوت علی کلب یعنی وہ کتاب ہے اور کتب کے مدور مرینا
 جو ہر سال پہلالت کر رہے ہیں یعنی اسکی عمر باطن سال سے تجاوز نہیں کریگی جب باون سال
 کے اندر قدم و حریگا تب اسی سال کے اندر اندر وہی ملک بقا ہوگا۔

اب پھر میں تقریر بالہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ ہمارا گروہ ایک سعید گروہ ہے جس نے
 پہنچے وقت پر اس زندہ مامور کو قبول کر لیا ہے جو اسلور زمین کے خدا نے بجا ہر اور انکے دلوں نے
 قبول کر نہیں کچھ تنگی نہیں کی کیونکہ وہ سعید تھے اور خدا تعالیٰ نے اپنے لئے انہیں چن لیا تھا عنایت تھی
 نے انہیں قوت دی اور دلوں کو انہیں دی اور انکا سینہ کھل دیا اور دلوں کا انہیں کھولا سو جنہوں نے
 لے لیا انہیں اور بھی دیا جائیگا اور انکی برہمتی ہوگی مگر جنہوں نے نہیں لیا ان کو وہ بھی لیا جائیگا جو انکے
 پاس پہلے تھا بہت سے استبلاط نے آرنے کی کہ اس زمانہ کو دیکھیں مگر وہ نہ سکے مگر انہیں کلان لوگوں نے

از الہ اوہام

قَسْدٌ بِأَمْسٍ شَدِيدٍ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

الحمد والمنت کہ بہا مبارک ذی الحجۃ ۱۳۸۰ کتاب
جلع معارف قرآنی و شائع اسرار کلام ربانی از
تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی
جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ہندوستان سہ ماہی شریعہ و فہم
مطبع ہندوستان سہ ماہی شریعہ و فہم

حکیم صاحب کی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا میں دیکھتا تھا کہ کچھ وقفہ کے بعد وہ بڑے درد سے لایزالہ کہلاتے تھے اُنکے سُبْحَانَكَ اِلٰہی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ اس طرح پڑھتے تھے کہ دل کھینچتا تھا، مجھے خیال ہوتا تھا کہ ان کا ایسی رقت اور انابت ہوتی ہے، یہ کیسے صناعات پر ہو سکتے ہیں؟ مگر اسی کے ساتھ دل میں آتا تھا کہ میں جس اللہ کے بندے کو دیکھ کر آیا ہوں اگر اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم ہے اور یقیناً ہے تو اس کو صناعات میں نہیں چھوڑ سکتا، اس سفر میں مرزا صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، فرماتے تھے کہ میں ان کے امام کے پیچھے بھی نماز پڑھتا تھا اور اپنی الگ بھی پڑھتا تھا۔

دوبارہ رائے پور میں | قادیان سے آپ کے ہمراہی وطن کو واپس ہوئے اور اپنے سہارنپور کا قصد فرمایا، جہاں سے علمندہ ہونا تھا وہاں سے سہارنپور کا ٹکٹ لے کر لقیہ رقم انھیں کو دے دی، سارا راستہ کھانا کھانے کی نوبت نہیں آئی جب سہارنپور پہنچے تو کھانا کھائے دو چار وقت گزر چکے تھے سہارنپور کسی سے نہ ملے اور پیدل ہی راہ پور روانہ ہو گئے، منہ کا مزا سخت تلخ تھا، راستہ میں ایک مسجد میں ذرا سی دیر کھیلے آرام فرمایا تو ایک آدمی نے آکر پوچھا کہ میاں کہاں جاؤ گے؟ فرمایا میاں مسافر ہیں، ادھر سے آئے ہیں ادھر کو جائیں گے تم سے کیا؟ آخر حضرت کی خدمت میں بخیریت پہنچ گئے حضرت نے ذکر کی کیفیت ادا کر پوچھا، آپ نے کس نفی سے فرمایا، حضرت میں تو غیبی ہوں اپنے اندر کچھ نہیں پاتا، پھر کیفیت عرض کی، فرمایا الحمد للہ اسی صاعزی میں بیعت سے شرف ہوئے اور قیام کا ارادہ فرمایا۔

حضرت نے دریافت فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کے پیچھے کتنے لوگ ہیں؟

سَوَافِح

حضرت مولانا عبد القادر
رائے پوری

عہد حاضر کی مشہور دینی شخصیت اور عارف باللہ
حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ کے حالات زندگی
معرفت و سلوک کا ایمان افروز اور دل آویز تذکرہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس نشریات اسلام

۱۔ کے۔ ۲۔ ناظم آباد منشن۔ ناظم آباد

کراچی ۶۴۶۰۰

فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں شکوک کا حملہ ہوتا تھا صحابہ کرام کے حالات پڑھ کر بڑا اطمینان پیدا ہوتا یقین ہو جاتا کہ یہ لوگ حق پر تھے اور اسلام اللہ تعالیٰ کا مقبول دین ہے حضرت کی زندگی میں صحابہ کرام کے حالات کا اثر اخیر تک رہا، انھیں کے حالات کو اپنا مرشد سمجھتے تھے اور ان کتابوں کو اپنا بڑا محسن مانتے تھے جن کے ذریعہ صحابہ کرام کی عظمت کا نقش اور اسلام کی حقانیت کا یقین پیدا ہوا^(۱)۔

انھیں دنوں میں حضرت سید احمد شہید کے مجاہدین کے حالات کا کوئی مجموعہ کہیں سے مل گیا^(۲)۔ ان حضرات کے ایمان افروز حالات پڑھ کر اور ان کے اخلاص اور قوت ایمانی کو دیکھ کر قلب کو تقویت اور سکینت حاصل ہوئی۔

وحدانی یقین اور شرح صدر | اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور دعوت کا بڑا غلغلہ تھا پنجاب

میں خاص طور پر مسلمانوں کی کم بستیاں اس چرچے اور تذکرہ سے خالی تھیں، ان کی کتابیں اور رسائل مسلمانوں میں پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحث و گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا، حضرت کے وطن کے قریب ہی بھیرہ ہے، وہاں کے ایک عالم جو حضرت کے خاندانی بزرگوں کے شاگرد بھی تھے، حکیم نور الدین مرزا صاحب کے خاص متقیدین اور معاونین میں سے تھے اور ان کی نصرت اور رفاقت کے لئے مستقل طور پر قادیان میں سکونت پذیر تھے،

مرزا صاحب کے عند اللہ مقبول اور مستجاب الدعوات ہونے کا ان کے متقیدین اور حلقہ اثر میں عام چرچا تھا، حضرت نے مرزا صاحب کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ

(۱) غالباً اسی جذبہ کے ماتحت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب صحابہ کرام کے حالات لکھنے کی فرمائش کی جس کی تعمیل حکایات صحابہ کی مقبول و مشہور کتاب کی شکل میں ہوئی (۲) غالباً سوانح احمدی تھی حضرت اکثر مولوی محمد جعفر صاحب تھا میری کتاب اور ان کا تذکرہ فرماتے تھے،

ووالله، إني أنا المسيح الموعود
الذي وعد مجيئه في آخر الزمن
وأيام شيوخ الضلالة. وإن عيسى
قد مات، وإن مذهب التثليث باطل،
وإنك تفترى على الله في دعوى
النبوّة. والنبوّة قد انقطعت بعد نبينا
صلى الله عليه وسلم، ولا كتاب بعد
الفرقان الذي هو خير الصحف
السابقة، ولا شريعة بعد الشريعة
المحمدية، بيد أني سميّت نبياً على
لسان خير البرية، وذلك أمر ظلي
من بركات المتابعة، وما أرى في
نفسى خيراً، ووجدت كل ما وجدت
من هذه النفس المقدسة. وما عني
الله من نبوتى إلا كثرة المكالمة
والمخاطبة، ولعنة الله على من أراد
فوق ذلك، أو حسب نفسه شيئاً، أو
أخرج عنقه من الرّبقة النبوية. وإن
رسولنا خاتم النبيين، وعليه انقطعت
سلسلة المرسلين. فليس حق أحد
أن يدعى النبوة بعد رسولنا
المصطفى على الطريقة المستقلة،
وما بقى بعده إلا كثرة المكالمة،

اور اللہ کی قسم! میں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کی
آخری زمانہ میں اور گمراہی کے پھیل جانے کے
دنوں میں آمد کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور یقیناً عیسیٰ
فوت ہو چکا ہے اور تثلیثی مذہب باطل ہے۔ اور تو
دعوائے نبوت میں اللہ پر افتراء کر رہا ہے اور سلسلہ
نبوت تو ہمارے نبی ﷺ کے بعد منقطع ہو گیا۔ اور
فرقان حمید جو تمام صحف سابقہ سے بہتر ہے، کے بعد
کوئی اور کتاب نہیں اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد
کوئی اور شریعت ہے۔ البتہ خیر البریہ ﷺ کی
زبان مبارک سے میرا نام نبی رکھا گیا۔ اور یہ آپ
کی کامل اتباع کی برکات کی وجہ سے ایک ظلی
امر ہے۔ اور میں اپنی ذات میں کوئی خوبی نہیں پاتا
اور میں نے جو کچھ پایا اس پاک نفس سے
پایا۔ میری نبوت سے اللہ کی مراد محض کثرت مکالمہ
ومخاطبہ الہیہ ہے۔ اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اس
سے زائد کاراواہ کرے۔ یا وہ اپنے آپ کو کوئی
شے سمجھے یا جو حضور کی غلامی سے اپنی گردن کو باہر
نکالتا ہو۔ اور یقیناً ہمارے رسول خاتم النبيين
ہیں۔ آپ پر سلسلہ مرسلین منقطع ہو گیا۔ پس کسی کو
بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے رسول پاک
کے بعد نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرے۔ اور آپ
کے بعد سوائے کثرت مکالمہ اور کچھ باقی نہیں رہا۔

خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے
 قاتم مقام محدث کے گئے اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہوا کہ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ
 وَثَلَاثَةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ چونکہ ثلثہ کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے اس لئے قطعی طور پر یہاں
 ثابت ہوا کہ اس اُمت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طو لانی سلسلہ میں موسوی اُمت کے
 مرسلوں کے برابر ہیں اور درحقیقت اسی کی طرف اس دوسری آیت میں بھی اشارہ ہے اور وہ
 یہ ہے۔ وَنَعِدُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْقِيَهُمْ فِي الْأَرْضِ
 نَحْلًا شَجَلَتْ الْأَشْيَاءُ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيَسْجُرْنَ فِيهَا الْعُيُونُ لَنَعْلِمَ الْغَيْبُ
 وَلَيَبْدُو لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ حَوْفِهِمْ أَمْثَلًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُ بِلَهِّ شَيْئًا يَخْلَعُ
 نَفْسُ أَنْ لَوْ كُنْ مِنْ جَوْفِهِمْ سَيَأْخُذُهُمْ لَمَّا جَاءَهُم مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ نَارٌ مِّنْ لَّدُنْهِ يَنفُخُ فِيهَا
 فِيهِمْ أَمْثَلًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُ بِلَهِّ شَيْئًا يَخْلَعُ نَفْسُ أَنْ لَوْ كُنْ مِنْ جَوْفِهِمْ
 سَيَأْخُذُهُمْ لَمَّا جَاءَهُم مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ نَارٌ مِّنْ لَّدُنْهِ يَنفُخُ فِيهَا
 میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (الحجراتہ سورہ نور) اب غور سے دیکھو کہ
 اس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صریح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ
 مراد نہیں تو کلام عبت ہوا جاتا ہو کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ
 ممتد رہا۔ نہ صرف تیس برس تک اور صد ہا خلیفہ روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار
 اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ مِنْكُمْ کا لفظ دلالت کرتا ہو کہ وہ خلیفہ صرف صحابہ میں سے ہوں
 کیونکہ مِنْكُمْ کے لفظ میں مخاطب صرف صحابہ ہیں تو یہ خیال ایک بدیہی غلطی ہو اور ایسی بات
 صرف اُن شخص کے مُنہ سے نکلنے کی جس نے کبھی قرآن کریم کو غور سے نہیں پڑھا اور نہ اُس کی
 ماسایب کلام کو پہچانا۔ کیونکہ اگر یہی بات سچ ہو کہ مخاطبت کے وقت وہی لوگ مراد ہوئے ہیں
 جو موجودہ زمانہ میں بحیثیت ایمان داری زندہ موجود ہوں تو ایسا تجویز کرنے سے سارا قرآن

(ثالثیچ مطبعہ بریلی)

الحمد لله والمنّت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

اور تو اتر شہادت سے مکمل درجہ کے یقین تک پہنچ چکے ہیں کہ یہ بزرگ جن کا نام کشمیر کے مسلمانوں نے
 یوز آصف رکھ لیا ہے یہ بنی ہیں اور نیز شہزادہ ہیں۔ اس ملک میں کوئی ہندوؤں کا لقب ان کا
 شہور نہیں ہے جیسے راجہ یا اودار یا رکھی یا مٹی دہندہ وغیرہ بلکہ بالاتفاق سب بنی کہتے ہیں اور
 بنی کا لفظ اہل اسلام اور اسرائیلیوں میں ایک مشترک لفظ ہے۔ اور جبکہ اسلام میں کوئی بنی
 ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آیا اور نہ آ سکتا تھا اس لئے کشمیر کے عام لہجے بالاتفاق
 یہی کہتے ہیں کہ یہ بنی اسلام کے پہلے کا ہے۔ ہاں اس نتیجہ تک وہ اب تک نہیں پہنچے کہ جبکہ
 بنی کا لفظ صرف دہوی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا یعنی مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں
 اور اسلام میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بنی نہیں آ سکتا تو بالضرور یہی متعین ہوا
 کہ وہ اسرائیلی بنی ہے کیونکہ کسی تیسری زبان نے کبھی اس لفظ کا استعمال نہیں کیا۔ بلاشبہ اس اشتراک
 کا صرف دو زبانوں اور دو قوموں میں تخصیص ہونا لازمی ہے۔ مگر وجہ ختم نبوت اسلامی قوم اس سے
 باہر نکل گئی۔ لہذا اصناف سے یہ بات طے ہو گئی کہ بنی اسرائیلی بنی ہے۔ پھر اس کے بعد تو اتر یا رنجی سے
 یہ ثابت ہو جانا کہ یہ بنی ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گزرا ہے پہلی دلیل پر
 اور بھی یقین کا رنگ چڑھتا ہے اور زیرک دلوں کو زور کے ساتھ اس طرف لے آتا ہے کہ یہ بنی

ملکوں میں آگئے تھے۔ موصوفی غرض کی تکمیل کے لئے وہ اس ملک میں تشریف لائے۔
 مگر بربر صاحب فریسی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ کئی انگریز محققوں نے اس لئے کو
 بڑے زور کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ کشمیر کے مسلمان باشندے دراصل اسرائیلی ہیں جو تفرقہ کے
 دفتوں میں اس ملک میں آئے تھے۔ اور ان کے کتابی چہرے اور لہجے کرتے اور بعض رسوم اس بات کے

چوتھی :- بنی کا لفظ صرف دو زبانوں سے مخصوص ہے اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا یعنی ایکہا تو
 عبرانی میں یہ لفظ بنی آتا ہے اور دوسری عربی میں۔ اس کے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچھ تعلق نہیں
 رکھتیں۔ لہذا یہ لفظ جو یوز آصف پر بولا گیا کتبہ کی طرح گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص یا اسرائیلی بنی ہے یا اسلامی بنی۔
 مگر ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور بنی نہیں آ سکتا لہذا متعین ہوا کہ یہ اسرائیلی بنی ہے۔ اب جو مدت
 بتلائی گئی ہے اس پر خود کر کے قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور وہی
 شہزادہ کے نام سے پکارے گئے ہیں۔ منہ

اے خدا اے چشمِ نورِ مدنی
از کرمِ با چشمِ این اُمتِ کشا
یک نظر کن سوئے این رازِ نہاں
تا رہی اے طالبِ از وہم و گماں
الحمد للہ والہ
کہ یہ رسالہ حبسِ کا نام

راہِ حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح اودھے سے موانعِ ظاہر کرتا ہے اودھے سے مباہلہ کے متعلق
کئی نصیحتیں کر کے اصل غرضِ مباہلہ بتلاتا ہے

اودھے مقامِ تادیبِ مطہر میں اودھے سلام میں باہتمام حکیم فضل علی صاحب
بیسوی ایک مطبع چھاپا ہے اودھے بتدوین
۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
شائع ہوا

ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت شیخ ممنون علیہ السلام

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
 جدی اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (دیکھو براہین احمدیہ
 ص ۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
 والذین معہ اشداء علی الکفار سچا ہوا بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
 اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص ۵۵ براہین میں درج ہے ”دنیا میں ایک نذیر
 آیا۔“ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
 اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
 خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
 بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتا دیتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی
 مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
 محصیت ہے اور آیت وَلَکِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اور حدیث لا نبی
 بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
 عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل اعلان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
 وَلَکِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
 ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
 اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
 اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی
 کی کھلی ہے یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

نشان نہ ہو اور بلا شاہی سامان اور فوج سپاہ سے بالکل خالی ہو تو صرف یہ کہنے سے کہ مجھے فلاں عمدہ مل گیا ہے اس کی کچھ عزت نہیں ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور خاتم الانبیاء تھے

ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ معصوم نبی ہیں کہ

جن پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہو گئے ہیں اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ انہیں پر ختم ہو گیا ہے اور ان پر وہ کمال اور جامع کتاب نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں آئے گی۔ وہ ایسی کلام ہے جس پر خدا تعالیٰ کی مہر ہے اور جو ہزاروں فرشتوں کے ساتھ اور ان کی حفاظت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اگر کوئی الہام ہو یا کشف ہو یا وحی ہو جب تک وہ اس کے ساتھ مطابقت نہ رکھے گی منجانب اللہ نہیں ٹھہر سکتی۔ ہاں اگر کوئی الہام یا وحی اس کے مطابق ہو اور ساتھ ہی اپنی تائید میں نشانات بھی رکھتی ہو تو سب سے پہلے ہم اس کو قبول کریں گے۔ ہمارا مقدور نہیں کہ ایک ذرہ بھر بھی چون و چرا کریں۔

کشف والہامات کی تین اقسام

الہام کشف یا رؤیاء تین قسم کے ہوتے ہیں۔

① اول وہ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہ ایسے شخصوں پر نازل ہوتے ہیں جن کا تزکیہ نفس کامل طور پر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بہت سی موتوں اور محبت نفس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے اور ایسا شخص جذبات نفسانیہ سے بکلی الگ ہوتا ہے اور اس پر ایک ایسی موت وارد ہو جاتی ہے جو اس کی تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا تعالیٰ سے قریب اور شیطان سے دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص جس کے نزدیک ہوتا ہے اسی کی آواز سنتا ہے۔

② دوسرے حدیث انفس ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی تمنا ہوتی ہے اور انسان کے اپنے خیالات اور آرزوؤں کا اس میں بہت دخل ہوتا ہے اور جیسے شل مشور ہے نبی کو پھیر چڑوں کی خوابیں وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں جن کا انسان اپنے دل میں پہلے ہی سے خیال رکھتا ہے اور جیسے بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں تو رات کو بعض اوقات وہی کلمات ان کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں یہی حال حدیث انفس کا ہے۔

③ تیسرے شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ ان میں شیطان عجیب عجیب طرح کے دھوکے دیتا ہے کبھی سنہری تخت دکھاتا ہے اور کبھی عجیب و غریب نظارے دکھا کر طرح طرح کے خوش کن وعدے دیتا ہے۔ ایک دفعہ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو شیطان اپنے زین تخت پر دکھائی دیا اور کہا کہ میں تیرا خدا ہوں۔ میں نے تیری عبادت قبول کی۔ اب تجھے عبادت کی ضرورت نہیں رہی۔ جو چیزیں اب اوروں کے لیے حرام ہیں۔ وہ سب تیرے لیے حلال کر دی گئی ہیں سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ دور ہو اے شیطان جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال نہ ہوئیں وہ

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

سیح موعود و مہدی موعود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

وهو بشرط الاتباع لا بغير متابعة
خير البرية. والله، ما حصل لى
هذا المقام إلا من أنوار اتباع
الأشعة المصطفوية،

وَسَمَّيْتُ نَبِيًّا مِنَ اللَّهِ عَلَى
طريق المسحاز لا على وجه
الحقيقة. فلا تهيج ههنا غيرة الله
ولا غيرة رسوله، فإني أُرثى
صحت جناح النبى، وقدمى هذه
صحت الأقدام النبوية. ثم ما قلت
من نفسى شيئاً، بل اتبع ما
أوحى إلى من ربى. وما أخاف
بعد ذالك تهديد الخليفة، وكل
أحد يسأل عن عمله يوم القيامة،
ولا يخفى على الله خافية.

وَقُلْتُ لَذَالِكِ الْمَفْتَرَى.. إِنْ
كُنْتُ لَا تَبَاهِلُ بَعْدَ هَذِهِ الدُّعْوَةِ،
وَمَعَ ذَالِكِ لَا تَتُوبُ مِمَّا تَفْتَرَى
عَلَى اللَّهِ بِإِذْعَاءِ النُّبُوَّةِ، فَلَا
تَحْسِبْ أَنَّكَ تَسْجُو بِهَذِهِ
الْحِيلَةِ، بَلِ اللَّهُ يَهْلِكُكَ بِعَذَابٍ
شَدِيدٍ مَعَ الْعَذَّةِ الشَّدِيدَةِ،

اور وہ بھی اتباع کی شرط ہے نہ کہ خیر البریہ
کی متابعت کے بغیر۔ اور اللہ کی قسم! مجھے یہ مقام
صرف اور صرف مصطفوی شعاہوں کی اتباع کے
انوار سے حاصل ہوا ہے۔

اور اللہ کی طرف سے مجھے حقیقی طور پر نہیں بلکہ
مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔ اس طرح یہاں
اللہ اور اس کے رسول کی غیرت جوش میں نہیں آتی،
کیونکہ میری پرورش نبی کریم کے پروں کے نیچے کی
جاری ہے۔ اور میرا یہ قدم نبی ﷺ کے قدموں کے
نیچے ہے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ میں نے اپنی طرف
سے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ میں نے اسی وقت کی پیروی کی
ہے جو میرے رب کی طرف سے مجھے کی گئی ہے۔ اور
اس کے بعد میں مخلوق کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا۔ اور
قیامت کے روز ہر شخص سے اس کے عمل کی پُرکاش کی
جائے گی اور اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

اور میں نے اس مفتری (ڈوٹی) سے کہا کہ
اگر تو میری اس دعوت مہبلہ کے بعد بھی مہبلہ
نہیں کرے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ جس
نبوت کا تو نے اللہ پر افترا کرتے ہوئے دعویٰ
کیا ہے اس سے تو نہیں کرے گا تو یہ مت سمجھنا کہ
اس حیلہ سے تو بچ جائے گا بلکہ اللہ انتہائی ذلت
کے ساتھ شدید عذاب سے تجھے ہلاک کرے گا

اشاعت السنہ

نمبر ۶۷۹

جلد (۷)

بابت ماہ شعبان و شوال ۱۳۱۱ھ مطابق جون جولائی ۱۹۹۳ء



قیمت رسالہ فقیمہ پستور یعنی نوایون و رئیسوں میں سالانہ ۵ روپے گورنمنٹ اور عام اخباری اس رسالہ سے متعلق مطبعہ کی قیمت ۱۲ روپے بے وسعت اہل علم جو اس کی اشاعت کریں دعا خیر۔
خط و کتابت وارسل زر بہتم کے پورے نام خطاب سے حسب نشانہ یا تالاع ثانی پر نا چاہئے اور بیل رسال زر بجز منشی آرڈر یا ہندوی اور کوئی نہور نہ بہتم فرم وار نہ ہوگا۔ ابن محمد حسین۔ بہتم اشاعت السنہ

اشتہار واجب الظہار

ایک شخص فیض الحق نامی بہت نامت پیوستہ بہرہ گر چشم گندم گون۔ عرصہ دو سال سے ہندوستان پنجاب کو اکثر شہروں میں ہمارا رشہ برادری جتا کر ہمارے نام جعلی خطوط دکھا کر لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ پہلے تو وہ قیمت اشاعت السنہ لوگوں سے وصول کرتا رہا جسکو اسد کو لے اشاعت السنہ کے نمبر ۴۸ کے معمولی اشتہار میں جھٹلا کر نام پکا حال بتایا گیا تھا اور اسکی بدہیشتہ اسی اشتہار میں اسکی خیال سے یہ فقرہ لکھا جاتا ہے کہ اس سال زر بجز منشی آرڈر یا ہندوی کو کسی اور بیل نہ ہو۔ اب اسنو پھر ہتھکڑی اور پیلانی اور غریبہاں اشاعت السنہ کے علاوہ عام لوگوں کا بل ماننا شروع کر دی ہے۔ بہت لوگوں میں ہمارا نام ایک فرض اٹھایا اور ادائیں کیا کسی کی کچھ ساری لیا پھر واپس نہیں لیا بہت جگہ تک

نام کے جعلی خطوط متفرق مقامات اور جعلی ہتھکڑی چندہ بنا کر مسجد دکھا کر دھوکہ دے کر ناچاٹا۔ بعض جگہ روٹ کے نام کاروبار جعلی دستخط و سر دیکر وصول کر لیا۔ لہذا محض حسب قدر لوگوں کے اسوئے حقوق کی حیثیت کی نظر سے تفریح اسکی نام و طبع کے یہ اشتہار جاری کیا گیا ہے تا جواب و اخوان اس کے شر سے بچیں۔ ہمارے نام و لفظ اسکی دھوکہ میں نہ آجائیں بلکہ ہمارا نام ایک ہمارا رشہ جتا کر ہمارا خط دکھا کر جو کوئی کسی کی کچھ لکھ کر کسی نام یا کسی صورت کا ہوا اسکا اشتہار نہ کریں اور یہ سچ کہیں کہ اس معمولی خط کو لکھ کر کسی پری عادت نہیں۔ رہا سالہ لین دین متعلق اشاعت السنہ سو بجز دھوکہ دہی یا سترہ اشخاص کے نہ موجو شخص اپنا روپہ بجز اشخاص متفرکہ کسی کے اہم دین دیکھا۔ اپنی روپہ کا خود فرم وار ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین بہتم اشاعت السنہ

فہرست مضامین
نمبر ۶۷۹
۱) ابراہیم بن محمد بن یونس
جسکا صفحہ ۱۱۱ پر ذکر ہے
کے لایق ہے (۲) سنا
شیر قمر کی نسبت فیض
(۳) مضمون دیکھو

شیر قمر (۴) اسے
شریٹ سوریہ پور
نمبر ۶۷۹
۱) اشاعت السنہ

اطلاع دہی

نمبر ۶۷۹ جنہیں دیو
برائے عید تمام
معمولی عید دو چہ
چوہا کی قیمت
ہر دو عام خرید و
ہر دو ہفتہ خرید
انکو قیمت ساف
جو خرید کر دست ہوا
یا ہندو تقیم کی کٹے
خریدیں اور ہر دو
کی ۱۲۔

یہ دونوں ہوائ کے
علاوہ اشخاص کی جو
مقامات ذیل میں
(۱) لاہور کشمیری لکڑی
میں اشاعت السنہ
(۲) اشاعت السنہ
مکان دار و غریب
مقام۔ حافظ علی
مقام۔

- ۴۰۷ ویدکی شرتیان تضرع تسلیم شرک۔
 ۴۲۷ اسکے مقابلہ میں قرآن کی تسلیم توحید۔
 ۴۴۵ قرآن کے متابعت کے آثار۔ (۱) اکشف حقائق والہامات۔ (۲) اخلاق فاضلہ
 ۴۵۱ الہام کا تجربہ و مشاہدہ کرادین کا وعدہ بشرط صدق و ارادت۔
 ۴۵۵ سیح کا کوئی معجزہ نہ دکھانا۔
 ۴۶۱ مولف کے الہامات ہندی و فارسی و انگریزی و عبرانی۔
 ۴۶۸ جو خوارق پہلے نبی چھپ کر بتاتے تھے وہ اب سید الرسل کے خادم (ایچ آپ کو مراد رکھتے ہیں) اعلانیہ طور پر دکھاتے ہیں۔

خلاصہ حاشیہ در شیعہ نبر

- ۵۴۴ ایک شخص منکر الہام اولیا کے سوالات کا جواب۔
 ۵۴۵ الہامات اولیا، امت محمدیہ کا ذکر۔
 ۵۴۹ مولف کے الہامات کا ذکر۔

یہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے اب ہم اس پر اپنی راسی نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری راسی میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ اور اسکا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھ کر تو ہر گز کہے کہ ایک ایسی کتاب بتاؤ جس میں جملہ فرقہ فاسی مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمن سراج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور وہ چار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تہمتی کے ساتھ یہہ دعویٰ کیا ہو کہ جبکہ وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس

اگر اس تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔

مگر افسوس صد افسوس سب سے بچھے اس کتاب کی خوبی و بحق اسلام نفع رسانی سے بعض مسلمانوں نے انکار کیا ہے اور بربق اتجعلنون رزقکم انکم تکلذبون اس احسان مولف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھایا۔

انکے اس انکار و کفران کا مورد و موجب مولف کتاب کے وہی الہامات ہیں جو اس کتاب

✱ امر سر ولو دیانہ وغیرہ کے ساکنین۔

✱ **نوٹ۔** لایق توجہ گورنمنٹ۔ اس انکار و کفران پر اثبات لودیا

کے بعض مسلمانوں کو تو صرف حدود و عداوت ہے۔ جسکے ظاہری دو سبب ہیں۔ ایک یہ کہ انکو اپنی جہالت (نہ اسلام کی ہدایت) سے گورنمنٹ شکایتیں جہاد و بغاوت کا اعتقاد ہے۔ اور اس کتاب میں اس گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کو ناجائز لکھا ہے۔ لہذا وہ لوگ اس کتاب کو مولف کو منکب جہاد سمجھتے ہیں اور ازراہ تعصب و جہالت اسکی بغض مخالفت کو اپنا ہی فرض خیال کرتے ہیں مگر چونکہ وہ گورنمنٹ کے سیف و اقبال کے خوف سے علانیہ طور پر انکو منکب جہاد نہیں کہہ سکتے اور عوام مسلمانوں کے روبرو اس جوہر انکو کافرا نہ کہتے ہیں لہذا وہ اس جہاد کو دل میں کہتے ہیں۔ اور بحسبہ خاص اشخاص (جنس ہکو یہ خبر پہنچی ہے) کسی پر ظاہر نہیں کرتی اور اسکا اظہار دوسرے لباس و پیرایہ میں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فسلان فلان امور کفریہ (دعویٰ نبوت اور نزول قرآن اور تعریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہیں) اسکی اسکا مولف کافر ہے۔

موقع جلسہ دستار بندی دیوبند پر یہ حضرات بھی ٹان پیونچے۔ اور لہجہ لہجہ فتویٰ منکبہ مولف براہین احمدیہ کے لکھ کر لے گئے اور عدل دیوبند و لنگوہ وغیرہ میں اسپر دستخط دواہر ثبت کر نیچے خواستگار ہوئے۔ مگر چونکہ وہ کفر انکا اپنا خانہ ساز لفر تھا جسکا کتاب براہین احمدیہ میں کچھ اثر پایا نہ جاتا تھا لہذا مسلمان دیوبند و لنگوہ فرمان فتوٰوں پر مہر دستخط کرنے سے انکے کیا اور ان لوگوں کو تکفیر مولف سے روکا۔ اور کوئی ایک عالم بھی انکا اس تکفیر میں موافق نہوا۔ جس سے وہ بہت ناخوش ہوئے اور بلا ملاقات وٹان سے یہاں گئے اور کاتھم حم مستشرقہ فرقہ منقسو



سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے علم میں ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اس کی اطلاع دی جائے تو اس کا نام اُس وقت پیشگوئی ہوگا جب وہ نبی یا ولی دوسروں کو اُس بلا سے اطلاع دے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بلائیں مل سکتی ہیں۔ پس ضرور تا یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیشگوئی کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے۔

پھر ہم اپنے پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب جب قادیان میں آئے تو صرف ان کو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہوں نے مفصل طور پر میرے دعوے کے دلائل سنے بلکہ اُن چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میں میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا۔ بعض آسمانی نشان بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے۔ ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے۔ اور طاقت بالا اُن کو کھینچ کر لے گئی۔ میں نے ایک موقع پر ایک اعتراض کا جواب بھی اُن کو سمجھایا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے۔ اور وہ یہ کہ جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور آپ کے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کر کے پکارا گیا ہے۔ مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہیں دیا گیا۔ سو میں نے اُن کو یہ جواب دیا کہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ خاتم الانبیاء تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا۔ اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰؑ کے خلفاء نبی ہیں۔ اس لئے حکمت الہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور اُن کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظنی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ایک وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ یا احمد جعلت مَوسلا۔ اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔ یعنی جیسے کہ تو بروزِ رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا۔ حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔

میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اُس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اُس پر ختم ہیں اور اُس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اُس کا ظل ہے اور اُس کی ذریعہ سے ہے اور اُس کا مظہر ہے ☆ اور اُسی سے فیضیاب ہے۔ خدا اُس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے۔ مگر خدا اُس سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اُس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اُس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے اور جب اُس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اُس کو عطا کرتا ہے جو نبوت محمد یہ کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے

☆ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدد یہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الہیہ بخشے کہ جو اُس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمد یہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔ منہ

بٹالوی صاحب کا ہمارے رسالہ آسمانی فیصلہ

پر جرح اور اسکا جواب اور نیز آسمانی

نشانوں کے پیش کرنے سے تمام حجت

شیخ بٹالوی نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی میں لکھا ہے اس کے صفحہ ۵۰، ۵۱، ۵۲ وغیرہ میں بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں تاکہ کسی طرح لوگوں کی نظر میں ہماری اس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی ایمان کی آزمائش کے لئے میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے ہجریال لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھی خلافت انصاف ثابت کر کے دکھلا دیں مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے بجائے اس بات کے کہ ہماری حجت کو اپنے اور اپنے شیخ دہلوی کے سر پر سے دور کر سکتے اور بھی زیادہ اپنی تحریر سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ان کو سچائی کی طرف قدم مارنا اور اپنے شیطانی اوہام سے نجات پا جانا کسی طرح منظور ہی نہیں۔ تمام لوگ جانتے ہیں اور شیخ جی کے کفر نامہ کو پڑھ کر ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ان حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار اور قطع اور یقین سے اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا ہے اور دجال اور ضال اور کافر نام رکھا ہے۔ ان الزامات کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفر ان میں نہیں ہے نہ مجھے دعویٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکا قایل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شعثہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث امیں گے جو اللہ

ثُمَّ شِلْ طَبْعَ اَقْل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْتَقِلِ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفین رحمت اللہ اور موافقین کیلئے موجب رست و ایمان و عرفان

موسوم بہ

نشان آسمانی

جسکا دوسرا نام

شہادتِ الملہدین

بھی ہے

ایست نشان آسمانی چ شہنشاہ اگر توانی

یا صوفی تویش را بر و آں یا تو یہ کہن بہ گمانی

از تالیفات مہدی زمان و مسیح دوران مجید الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب دینی

جون ۱۸۹۲ء میں

بیرنگوانی خاکسار غلام محمد کاتب

ریاض ہند ام تسر میں چھپا

کے عقیدوں کو جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متغیر اور ہزار ہو۔ اور ایسے لوگوں کی صحبت سے
حتی الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے۔ اور چاہیے کہ
ز وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عہد اللہ کی طرح تفريط کی
طرف مائل ہوں بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں۔ یعنی نہ تو ایسے طور پر جو کجی حدیثوں کو
اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیں جسے قرآن متروک اور ہجور کی طرح ہو جائے۔ اور نہ ایسے طور پر ان حدیثوں کو معطل
اور لغو قرار دیدیں جن کو احادیث نبویہ بکلی ضائع ہو جائیں۔ ایسا ہی چاہیے کہ نہ تو ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا
انکار کریں اور نہ ختم نبوت کے یہ معنی سمجھ لیں جس سے اس اُمت پر مکالمات اور مخاطبات الہیہ کا دروازہ
بند ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہی ہے اور بعد اسکے
قیامت تک ان معنوں کو کوئی نبی نہیں ہوگا جو صاحب شریعت ہو یا ملا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہو اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کر نہ سکے
قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہو کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت
والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہوگا سبیل الیہا الی یوم القیمة ومن قال انہ لست من
امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون الشریعۃ
ولیس من الامۃ فمثلاً کمثل رجل غمرہ السیل اٹنہم قالقاہ وراۃ ولم یخادر
حتی مات۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں
اُسی جگہ یہ ارشاد بھی فرمایا ہو کہ انجناب اپنی روحانیت کی رو سے اُن صلحاء کے حق میں باپ کے حکم
میں ہیں جنکی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کیجاتی ہو اور وحی الہی اور شرف مکالمات کا اشکو بخشا جاتا ہے۔

۱۔ اسرار میں ایک الہام ہوا وقت ۳ بجے ۲ منٹ اوپر اور وہ یہ ہے من اعرض عن ذکرہی بنتلب بن رباح
فاسقۃ لمحوۃ عملون الی الدنیا ولا یعبدوننی شیئاً۔ جو شخص قرآن کو کنارہ کرے گا ہم کو ایک
غیث اولاد کے ساتھ بہتا کرے گی منک لمحوۃ زندگ ہوگی۔ وہ دنیا پر گرے گا اور میری پرستش سے انکو کچھ بھی
حق نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجا یہ ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔ ص ۱۱۱

آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو یہود اور نصاریٰ اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لائے اور اپنے طور پر نیک عمل کرے تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اس کے لئے کافی ہے۔ اگر ان آیات کے یہی معنی ہیں تو گویا آنحضرت ﷺ نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں۔ کیا یہودی آپ کے قول کے موافق اللہ پر ایمان نہیں لائے تھے یا تمام عیسائی عیسیٰ پرستی میں ہی غرق تھے؟ خدا نے تو صاف فرمادیا ہے: ”ان الدین عند الله الاسلام ومن يبتغ غير الاسلام دينا لن يقبل منه وهم في الآخرة من الخاسرين“ یعنی دین اسلام ہی ہے اور جو شخص بجز اسلام کے کسی اور دین کا خواہاں ہے وہ مردود ہے۔ مگر آپ کے قول کے موافق مومن بننے کے لئے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا شرط نہیں ہے۔ اگر ایک شخص آنحضرت ﷺ کا منکر ہے مگر اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ نجات یافتہ ہے۔ یہ عقیدہ ایک ”سخت گمراہ سید احمد خاں“ کا تھا۔ جس کا آخری مقولہ یہ تھا کہ اگر عیسیٰ کو کوئی خدا بھی کہے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ عیسائی بھی ایسے ہی نجات یافتہ ہیں جیسے مسلمان۔ بلکہ بقول اس کے دہر یہ بت پرست، سب نجات یافتہ ہیں اور جو آپ نے

آنحضرت ﷺ نے ایک جگہ بھی دعوت اسلام کے لئے نہیں کیا بلکہ حفاظت اسلام کے لئے تھا۔ جن اعدائی جنگوں میں مجبور آپ کو شامل ہونا پڑا وہ محض اس نیت سے تھے کہ خداوند عالم کا عظمت و جلال دنیا میں قائم ہو جائے۔ تمام مشرکانہ اور بد رسومات مٹ جائیں اور ان کی بجائے توحید اور نیک قائم ہو جائیں۔ آپ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ جو یہود و نصاریٰ خدا پرست اور نیک چلن ہیں۔ اگر مجھ کو نہیں مانیں گے تو وہ نجات نہیں پائیں گے۔ بلکہ ان کی یہی دعوت کی ”تعالوا الی کلمۃ سوآء بیننا و بینکم ان لا تعبدوا الا الله ولا اشرك به شیا“ ایک بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہیں۔ یعنی ہم اللہ کے سوائے اور کسی کی عبادت نہیں کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور فرمایا: ”من قال لا اله الا الله فدخل الجنة“ اور فرمایا: ”ولو انهم اقاموا التورات والانجيل وما انزل الیهم من ربهم لا کلووا من فوقهم ومن تحت ارجلهم“ اگر وہ لوگ تورات اور انجیل کو قائم کریں اور ان صحیفوں کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئے تو ان کو اوپر سے رزق ملے اور پاؤں کے نیچے سے بھی۔ (یعنی آسمانی اور زمینی رزق ملیں) اور فرمایا: ”بلے من اسلم وجهه لله ومحسن فله اجرہ عند ربہ“ بلکہ جو اپنے آپ کو اللہ کے قربان کر دے اور نیک کرنے والا ہو۔ اس کے واسطے اس کے رب کے پاس اجر ہے۔ الغرض تمام قرآن مجید جماعی نے گونج رہا ہے اور توحید و تکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر اگر کہیں کہا ہو تو وہ آیت تلائی ہوتی..... آنحضرت ﷺ نے جو بڑے سے بڑا خطاب یا عہدہ اپنے لئے شائع کیا وہ عہدہ در سولہ ہے نہ کہ مدار نجات۔ آپ کی طرح آنحضرت ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا کہ عام دنیا میں جس قدر موصوفہ خدا پرست اور نیک بندے ہیں وہ سب کے جہنمی ہیں۔ جب تک مجھ پر ایمان نہ لائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن
موسمًا من مواسم الخير والبر

الذكر الحكيم نمبر ۴



ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیا لوی

ہندو خصوصاً لاہور و امرتسر کے علماء کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

۲۔ رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین: (۱۸۸۶ء)

یہ کتاب عربی زبان میں ہے جس کو مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”تحقیقات دہلیویہ“ سے مختص کیا اور علمائے حرمین شریفین زادہ اللہ شرفاً وغیرہ سے تصدیقات حاصل کیں جس میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ اسی کتاب کے ذریعے علمائے حرمین شریفین فقہ قادیانیت سے واقف ہوئے۔ اور یہ کتاب مرزا قادیانی کو کھٹکتی تھی جس کا اظہار خود قادیانی نے اس طرح کیا ”مولوی غلام دہلیوی قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کیلئے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۲۵۹، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۹)

۳۔ فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی: (۱۳۱۴ھ)

مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب قادیانیوں کے ایک اشتہار کے جواب میں معمول کی ایک تصنیف ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کذاب کی ایک معرکہ الاراء کذب بیانی نے ہمارے اور قادیانیوں کے لیے اس کتاب کو ایک تاریخی معرکہ الاراء کتاب بنادیا ہے۔

مرزا دجال کا ایک اور جھوٹ

مولانا قصوری علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۸۹۷ء میں ہوا، اس وقت مرزا زندہ تھا۔ مولانا

قصوری علیہ الرحمۃ فقہ قادیانیت کے استیصال میں اول روز سے ہی مصروف عمل تھے اور دجال مرزا آپ کی حیات میں آپ کے مقابل ہونے سے گریز کرتا رہا جیسا کہ آپ نے اپنی سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ رحمہ اللہ طین کا ترجمہ یا تقریباً غلام دہلیوی تحقیقات دہلیویہ کا اصل نسخہ یا اس کی نقل دستیاب نہ ہو سکی حقیقت حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس اصل کتاب یا اس کی نقل موجود ہو اور رد قادیانیت پر حضرت علیہ الرحمۃ کی اور کتب ہوں تو ہمیں اطلاع کریں۔

مسیح اپنے خواص میں عام انسانوں کے خواص بلکہ تمام انبیاء کے خواص سے مستثنیٰ اور نرالا ہے۔ کیونکہ جبکہ ایک **افضل البشر** جو مسیح سے چھ سو برس پیچھے آیا تھوڑی سی عمر پا کر فوت ہو گیا اور تیرہ سو برس اس نبی کریم کے فوت ہونے پر گزر بھی گئے مگر مسیح اب تک فوت ہونے میں نہیں آیا تو کیا اس سے یہی ثابت ہوایا کچھ اور کہ مسیح کی حالت لوازم بشریت سے بڑھی ہوئی ہے۔ پس حال کے علماء اگرچہ بظاہر صورتِ شرک سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں مگر مشرکوں کو مدد دینے میں کوئی دقیقہ اُنہوں نے اٹھا نہیں رکھا۔ غضب کی بات ہے کہ اللہ جلّ شانہ تو اپنی پاک کلام میں حضرت مسیح کی وفات ظاہر کرے اور یہ لوگ اب تک اس کو زندہ سمجھ کر ہزار ہا اور بیشمار فتنے اسلام کیلئے برپا کر دیں اور مسیح کو آسمان کا حی و قیوم اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا مردہ ٹھہرا دیں حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ **مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ** یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ نص اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل پر جانا بیان کیا گیا ہے اور ضرور ہے کہ آنا اور جانا دونوں ایک ہی رنگ کے ہوں۔ یعنی ایک اُس عالم کی طرف چلا گیا اور ایک اُس عالم کی طرف سے آیا۔ پھر دوسری گواہی حضرت مسیح کی انکی وفات کے بارے میں آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** میں صریح صریح درج ہے جس کی آنکھیں

کے یہ معنی کئے تو کہاں سے سمجھا گیا کہ پہلے معنوں سے انکار کیا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تیسرا القرون نہیں کہلاتا؟ کیا اس زمانہ کی عبادات ثواب میں بڑھ کر نہیں تھیں؟ کیا اس زمانہ میں نصرت دین کے لئے فرشتے نازل نہیں ہوتے تھے؟ کیا روح الامین نازل نہیں ہوتا تھا؟ پس تکاہر ہے کہ لیلۃ القدر کے تمام آثار و انوار و برکات اس زمانہ میں موجود تھے ایک حکمت بھی موجود تھی جس کے دور کرنے کے لئے یہ انوار و ملائکہ صرح الامین اور طرح طرح کی روشنی نازل ہو رہی تھی پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس زمانہ کا نام بھی الہام الہی سے لیلۃ القدر ظاہر کیا گیا تو اس سے کوئی قیاحت لازم آگئی؟ جو شخص قرآن شریف کے ایک معنی کو مسلم رکھ کر ایک دوسرا لطیف نکتہ اس کا بیان کرتا ہے تو کیا اس کا نام ملحد رکھنا چاہیے؟ اس خیال کے آدمی بلاشبہ قرآن شریف کے دشمن اور اس کے اعجاز کے منکر ہیں۔

(۱۰) سوال۔ ملائک اور جبریل علیہ السلام کے وجود سے انکار کیا ہے اور انکو تفسیر مرام میں صرف کواکب کی قوتیں ٹھہرایا ہے۔

امّا الجواب۔ یہ آپ کا دھوکا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ عاجز ملائک اور حضرت جبریل کے وجود کو اُنسی طبع مانتا ہے جس طرح قرآن اور حدیث میں وارد ہے اور جیسے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے ملائک کے اجرام کا وہی سے خادمانہ تعلقات پائے جاتے ہیں یا جو جو کام خاص طور پر انہیں سپرد ہو رہا ہے اسی کی تشریح رسالہ تفسیر مرام میں ہو۔ چویشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست سخن شناس نہ دلبر اخطا زنجاست

(۱۱) سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

امّا الجواب۔ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں روایا صالحہ نبوت کے چھیالیس حوالہ میں سے ایک حصہ ہے

نقل بائیل ماراقل

حصہ اول

ازالہ اؤھام

فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

الحمد والمنةت کربلاء مبارک ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ کتاب

جلع معارف قرآنی و شایع اسرار کلام ربّانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع دارالاسلام و آفیس شریعتی شیخ محمد مطبع دارالاسلام و آفیس شریعتی شیخ محمد مطبع دارالاسلام و آفیس شریعتی شیخ محمد

قیمت فی جلد عمر

تعداد و جلد ۷۰۰

أَنَّا نَحْمَدُكَ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ الْكَافِي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
عَقِيدَةُ

حُكْمُ الدِّينِ

جُلُود

الذَّاهِبِ

الْإِسْلَامِ وَالْحَقِيقَةُ الْخَالِدَةُ فِي الْأَرْضِ وَالْآبَةِ

كَرَامَتِي وَكَرَامَتِي



فَتْحِ رَحْمَانِ بَرَدَفِ کِیدِ کَافِرَانِ

(تصحیف: ۱۸۹۶ء / ۱۳۱۳ھ)

== تصنیف لطیف ==

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام دستگیر ہاشمی زانما پختوی
قرشی صدیقی نقشبندی خفی قصوی رحمۃ اللہ علیہ



فَتْحِ رَحْمَانِ بَرَدَفِ کِیدِ کَافِرَانِ

(تصحیف: ۱۸۹۶ء / ۱۳۱۳ھ)

== تصنیف لطیف ==

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام دستگیر ہاشمی زانما پختوی
قرشی صدیقی نقشبندی خفی قصوی رحمۃ اللہ علیہ

وَ اخَذَ تَرْتِلَةً اِذْ اَلَكُمُ الصِّرَاطَ فَقَالُوْا اَلَمْ يَكُنْ اِسْ اٰیةٌ سَیْصِرُحْ صَرِيْحٌ ثَابِتٌ هُوَ اَكْ تَمَامِ اَنْبِیَاۤءِ حَرِيْمٍ
 میں حضرت مسیح بھی شامل ہیں اور جسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور انہوں نے اقرار کیا کہ
 ہم ایمان لائے اور پھر جب آیت وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُو اُسکے ساتھ
 ملا کر پڑھا جائے اور ذنب سے مراد غوفا اللہ جرم لیا جائے تو حضرت عیسیٰ بھی اس آیت کے دوسے مجرم
 ٹھہریں گے کیونکہ وہ بھی اس آیت کے دوسے ان مومنین میں داخل ہیں جو آنحضرت پر ایمان لائے پس بلاشبہ
 وہ بھی مذنب ٹھہرے۔ یہ مقام عیسائیوں کو غور سے دیکھنا چاہئے پس ان آیات سے بوضاحت تمام
 ثابت ہوا کہ اس جگہ ذنب مجرم نہیں ہے بلکہ انسانی کمزوری کا نام ذنب ہے جو قابل الزام نہیں اور مخلوق
 کی فطرت کے لئے ضروری ہے کہ یہ کمزوری اس میں موجود ہو اور کمزوری کا نام اس لئے ذنب کھا ہے کہ انسان کی
 فطرت میں طبعاً یہ قصور اور کمی واقع ہے تا وہ ہر وقت خدا کا محتاج رہے اور اس کمزوری کے دبائے کیلئے
 ہر وقت خدا سے طاقت مانگتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ بشری کمزوری ایک ایسی چیز ہے کہ اگر خدا
 کی طاقت اس کے ساتھ شامل نہ ہو تو نتیجہ اس کا بجز ذنب کے اور کچھ نہیں پس جو چیز متصل الے الذنب ہے
 بطور استعارہ اس کا نام ذنب کھا گیا اور یہ محاذہ شائع متعارف ہے کہ جو اعراض بعض امراض کو پیدا کرتے ہیں
 کبھی انہیں اعراض کا نام امراض کھدیتے ہیں پس کمزوری فطرت بھی ایک مرض ہے جس کا علاج استغفار ہے
 غرض خدا کی کتاب نے بشریت کی کمزوری کو ذنب کے محل پر استعمال کیا ہے اور خود گواہی دی ہے کہ
 انسان میں فطرتی کمزوری ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ ضَعِیْفًا یَعْنِیْ اِنْسَانَ کَمُزْوِرٍ پید کیا
 گیا ہے یہی کمزوری ہے کہ اگر الہی طاقت اس کے شامل نہ ہو تو انواع اقسام کے گناہوں کا موجب بنتی ہے
 پس استغفار کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر دم اور ہر آن خدا سے مدد مانگی جائے اور اس سے درخواست
 کی جائے کہ بشریت کی کمزوری جو بشریت کا ایک ذنب ہے جو اس کے ساتھ لگا ہوا ہے ظاہر نہ ہو سو مدد
 استغفار دلیل اس بات پر ہے کہ اس ذنب پر فتح پائی اور وہ ظہور میں نہ آسکا اور خدا کا نور اثر ادا ہو سکا یا لیا
 اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ استغفار کا لفظ غفر سے نکلا ہے اور اس کے اصل معنی دبائے اور نکلنے
 کے ہیں یعنی یہ درخواست کرنا کہ بشریت کی کمزوری ظاہر ہو کہ نقصان نہ پہنچائے اور وہ ڈھکی ہے کیونکہ
 بشر چونکہ خدا نہیں ہے اور نہ خدا سے مستثنیٰ ہے اس لئے وہ اس بچہ کی طرح ہے جو ہر قدم میں ماں کا محتاج ہے
 تا وہ اسکو گرنے سے بچا دے اور چھو کر اسے محفوظ رکھے ایسا ہی یہ بھی ہر قدم میں خدا کا محتاج ہوتا ہے تا وہ

اے لوگو! کہیں نور خدا پاؤ گے لوہیں طور تنی کا بتایا، مرنے

ریو لو آف الیگز

ذہنی کے مذاہب پر

تیس سالہ

جہ لداؤل

نمبر (۵)

فہرست مضامین :-

۱۹۳	(۶) ضرورت شفاعت	۱۴۵	عصمت انبیاء علیہم السلام
۱۹۲	(۷) قرآن شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ثبوت	۱۸۰	(۱) نجات اور شفاعت کی حقیقی تلافی
۱۹۸	(۸) مسیحیوں کا خدا	۱۸۰	(۲) عصمت اور شفاعت میں تعلق
۲۰۵	(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال	۱۸۲	(۳) قرآن شریف سے ثبوت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل تھے
۲۰۴	(۱۰) مسیح موعود کا ظہور	۱۸۴	(۴) استغناء
۲۰۸	(۱۱) عصمت کی دو گہرا ثابت ہو چکی ہے	۱۹۰	(۵) دنیا و آخرت میں فرق

انجمن اشاعت اسلامیت دارالامان میں چھپوا کر

۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء کو شائع کیا

حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو بر باد کر لیا اور حکام کے سامنے اقرار کر دیا کہ میں آئندہ ان کو کافر نہیں کہوں گا۔ اور نہ ان کا نام دجال اور کاذب رکھوں گا۔ پس سوچنے کے لائق ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی کہ اُس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ اگر اُس عمارت کی تقویٰ پر بنیاد ہوتی۔ تو ممکن نہ تھا کہ محمد حسین اپنی قدیم عادت سے باز آجاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں۔ مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا۔ اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔ اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق و صواب سے دور سمجھتا ہوں جو ان سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ میں

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف اُن فیوض کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنجاتا۔ ہاں بد قسمت مُنکر جو ان مقربان الہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دلی بدن سخت دل ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نور ایمان اُس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے اور یہی اس حدیث نبویہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ انکار اولیاء اور اُن سے دشمنی رکھنا اول انسان کو غفلت اور دنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمالِ حسنہ اور افعالِ صدق اور اخلاص کی اُن سے توفیق چھین لیتا ہے۔ اور پھر آخر سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغرے اُنکو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے۔ اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ من عادا

بلاشبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے۔ لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا ليوے۔ سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا۔ میرے لئے فتویٰ طیار کیا۔ میں نے سبقت کر کے ان کے لئے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا۔ اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ انہیں یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔ سو میں ان کو کافر نہیں کہتا۔ بلکہ وہ مجھ کو کافر کہہ کر خود فتویٰ نبوی کے نیچے آتے ہیں۔ سو اگر مسٹر ڈوٹی صاحب کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو کافر نہیں کہوں گا۔ تو واقعی میرا یہی مذہب ہے

۱۳۱

وَلْيَايُفِي فَعَلًا اَذْنَةً لِّلْحَرْبِ۔ یعنی جو میرے ولی کا دشمن بنتا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ بس اب میری لڑائی کے لئے طیار ہو جا۔ اگرچہ اوائل عداوت میں خداوند کریم و رحیم کے آگے ایسے لوگوں کی طرف سے کسی قدر عدم معرفت کا عذر ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اس ولی اللہ کی تائید میں چاروں طرف سے فتنے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور نورِ قلب اس کو شناخت کر لیتا ہے اور اسکی قبولیت کی شہادت آسمان اور زمین دونوں کی طرف سے برآواز بلند کافوں کو سنائی دیتی ہے تو نفوذ باللہ اس حالت میں جو شخص عداوت اور عناد سے باز نہیں آتا اور طریقِ تقویٰ کو بکلی الوداع کہہ کر دل کو سخت کر لیتا ہے اور عناد اور دشمنی سے ہر وقت درپے ایذا رہتا ہے۔ تو اس حالت میں وہ حدیث مذکورہ بالا کے ماتحت آجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم و رحیم ہے وہ انسان کو جلد نہیں پکڑتا۔ لیکن جب انسان نا انصافی اور ظلم کرتا کرتا حد سے گزر جاتا اور بہر حال اس عمارت کو گرانا چاہتا ہے اور اس باغ کو جلانا چاہتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار کیا ہے۔ تو اس صورت میں تقدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ نبوت کی بنیاد پڑی ہے عادت اللہ یہی ہے کہ وہ ایسے مفسد کا دشمن

فَتَسَى اللّٰهُ الَّذِیْ اَشَارَ اللّٰهُ فِی کِتَابِهٖ اِلٰی حَیَاتِهٖ، وَفَرَضَ عَلَیْنَا اَنْ نُّؤْمِنَ بِاَنَّهُ
مَرْدُودٌ هَیْ جَسَ کِی نِسْبَتِ قُرْآنِ مِی اِشَارَہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں
حَتّٰی فِی السَّمَاءِ وَلَمْ یَمُتْ وَلِیْسَ مِنَ الْمِیْتِیْنَ۔
کہ وہ زندہ آسمان مِی موجود ہے اور مردوں مِی سے نہیں۔

وَأَمَّا نَزْوَلُ عِیْسٰی مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ أَثْبَتْنَا بِطَلَانِهِ فِی کِتَابِنَا الْحَمَامَةِ،
مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے سو ہم نے اس خیل کا باطل ہونا اپنی کتابِ حمدۃ البشریٰ
وَحِلَاصَتِهِ أَنَا لَا نَجِدُ فِی الْقُرْآنِ شَیْئًا فِی هَٰذَا الْبَابِ مِنْ غَیْرِ خَبَرِ وَفَاتِهِ الَّذِی
مِی بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ہم قرآن مِی بغیر وفاتِ حضرت عیسیٰؑ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور
نَجِدُهَا فِی مَقَامَاتٍ کَثِیْرَةٍ مِنَ الْفِرْقَانِ الْحَمِیدِ۔ نَعَمْ جَاءَ لَفْظُ النِّزْوَلِ فِی
وَفَاتٍ کَا ذَکَرْنَا اَیْکَ جَگہ بَلْکَ کَئِی مَقَامَاتٍ مِی پاتے ہِی۔ ہاں بعض احادیث مِی نزول کا
بعض الْأَحَادِیثُ، وَلَکِنِّہ لَفْظٌ قَدْ کَثُرَ اسْتِعْمَالُہ فِی لِسَانِ الْعَرَبِ عَلٰی نَزْوَلِ
لَفْظِ آیَا ہے لَکِنِ وہ لَفْظِ آیَا ہے کہ زبَانِ عَرَبِ مِی اَکْثَرُ اسْتِعْمَالِ اس کے
الْمَسَافِرِیْنَ اِذَا نَزَلُوا مِنْ بَلَدَةٍ بِبَلَدَةٍ أَوْ مِنْ مُلْکٍ بِمُلْکٍ مَتَغَرِبِیْنَ۔
مسافروں کے حق مِی ہے جب وہ اَیْکَ شہر سے دوسرے شہر مِی وارد ہوں اور یا اَیْکَ مُلْک سے دوسرے
وَالنِّزْلِ هُوَ الْمَسَافِرُ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی الْعَالَمِیْنَ۔
ملک مِی سفر کر کے آویں اور نَزْلِ تو مسافر کو ہی کہتے ہِی جِیسا کہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

وَأَمَّا لَفْظُ التَّوْفِی الَّذِی یُوجَدُ فِی الْقُرْآنِ فِی حَقِّ الْمَسِیْحِ
مگر تَوْفِی کا لَفْظِ جو قرآن مِی حضرت مسیحؑ اور دوسروں کے حق مِی پایا جاتا ہے سو اس مِی بغیر معنی مارنے کے
وَعِیْرَہ مِنْ بَنِیْ آدَمَ فَلَا سَبِیلَ فِیْہِ اِلٰی تَاوِیْلِ أُخْرٰی بَغِیْرِ الْإِمَاتَةِ، وَأَخَذْنَا
اور کوئی تَاوِیْلِ نہیں ہو سکتی اور یہ معنی مارنے کے ہم نے
مَعْنَاهُ مِنَ النَّبِیِّ وَمِنْ أَجْلِ الصَّحَابَةِ لَا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِنَا۔ وَأَنْتَ تَعْلَمُ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہِی یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہِی اور تُو جانتا ہے کہ

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام



أَنَّ الْإِمَامَةَ أَمْرٌ ثَابِتٌ دَائِمٌ دَاخِلٌ فِي سُنَنِ اللَّهِ الْقَدِيمَةِ، وَمَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا مَارَئَا أَيْكَ أَمْرٍ ثَابِتٍ دَائِمٍ الْوُقُوعِ أَوْ خُذَا تَعَالَى كِي قَدِيمِ سُنْتِوْنَ مِيْنَ دَاخِلٍ هِيْ اَوْر كُوْنِيْ نَبِيْ اِيْسا نَمِيْنَ جُو تُوْفِيْ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِ عِيْسَى الرِّسَالُ. فَإِذَا تَعَارَضَ لَفْظُ التَّوْفِيْ وَلَفْظُ نَوْتٍ نَهْ هُوَا اَوْر حَضْرَتِ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سِيْ پِيْلِيْ جُو نَبِيْ آئِيْ وَهْ نَوْتٌ هُوَ چَكِيْ هِيْ اَوْر جَبَكِيْ لَفْظُ نَزْوَلِ النَّزْوَلِ. فَإِنْ سَلَّمْنَا وَفَرَضْنَا صَحَّةَ الْحَدِيثِ فَلَا بَدَ لَنَا أَنْ نَزْوَلَ لَفْظُ اَوْر لَفْظُ تَوْفِيْ مِيْنَ مَعَارَضِهِ وَاقِعٌ هُوَا پِيْسَ اِگَرِ هِمَّ حَدِيثِ كِي صَحْتِ كُو قَبُوْلِ كَرِ لِيْسَ تَا هِمَّ هِمَا رِيْ لِيْ سُرُوْرِيْ هِيْ كِهْ النَّزْوَلِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بِمَوْضُوعٍ لِنَزْوَلِ رَجُلٍ مِنَ السَّمَاءِ، بَلْ وَضْعُ نَزْوَلِ كِي لَفْظِ كِي تَاوِيْلِ كَرِيْسَ كِيُوْنَكِهْ وَهْ دَرِاصِلِ آسْمَانِ سِيْ اَتْرِنِيْ كِي مَعْنُوْنَ كِي لِيْ مَوْضُوعِ نَمِيْنَ هِيْ بَلَكِهْ وَهْ تُو لِنَزْوَلِ مَسَافِرٍ مِنْ أَرْضٍ بِأَرْضٍ، فَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَتْرَكَ مَعْنَى وَضْعِ لَهُ هَذَا مَسَافِرُوْنَ كِي نَزْوَلِ كِي لِيْ وَضْعِ كِيَا گِيَا هِيْ سُوْ يِهْ تُو هِمَّ سِيْ نَمِيْنَ هُوَسَكْتَا كِهْ اَصْلِ مَوْضُوعِ لِهْ كُو چِهُوْزِ دِيْسَ اَللَّفْظُ فِي لِسَانِ الْعَرَبِ وَنَزْدَ بَيِّنَاتِ الْقُرْآنِ. وَمَا نَجِدُ ذِكْرَ السَّمَاءِ فِي اَوْر قُرْآنِ كِي بَيِّنَاتِ كُو رَدِ كَرِيْسَ اَوْرِ هِمَّ كِيْسِيْ حَدِيثِ صَحِيْحٍ مِيْنَ آسْمَانِ حَدِيثِ صَحِيْحٍ، وَمَا نَجِدُ نَظِيْرَ النَّزْوَلِ فِي أَمَمٍ أَوَّلِيْ ☆، بَلْ يَثْبِتُ خِلَافَهُ كَا لَفْظِ بَهِيْ نَمِيْنَ پَاتِيْ اَوْرِ هِمَّ اِسْ نَزْوَلِ كِي نَظِيْرِ پِيْلِيْ اَمْتُوْنَ مِيْنَ بَهِيْ نَمِيْنَ پَاتِيْ بَلَكِهْ فِي قِصَّةِ يُوْحَنَّا. فَلَا شَكَّ أَنَّ هَذِهِ الْعَقِيْدَةُ. أَعْنَى عَقِيْدَةُ نَزْوَلِ الْمَسِيْحِ قِصَّةِ يُوْحَنَّا مِيْنَ اِسْ كِي خِلَافِ پَاتِيْ هِيْ پِيْسَ كُچھ شَكِّ نَمِيْنَ كِهْ اِسْ عَقِيْدِهْ كُو نَهْ اِيْكَ بِيْمَارِيْ بَلَكِهْ كُنِيْ

☆ (الفائدة) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأَوَّلَى. صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۖ وَلَكِنَّا قُرْآنًا شَرِيفٌ مِّنْ لَّدُنَّا تَعَالَى نِيْ فَرَمَا يَا هِيْ كِي پِيْلِيْ كِتَابُوْنَ اِيْعْنِيْ تُوْرَاتِ اَوْر صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ مِيْنَ شَوَاهِدِ تَعْلِيْمِ قُرْآنِ مَوْجُوْدِ هِيْ مَگَرِ لَا نَجِدُ ذِكْرَ صُعُوْدِ عِيْسَى وَ ذِكْرَ نَزْوَلِهِ فِي التَّوْرَةِ وَلَا مِثَالًا يَشَابِهُهُ وَ اِنْ التَّوْرَةَ هِمَّ تُوْرَاتِ مِيْنَ حَضْرَتِ عِيْسَى كِي صُعُوْدِ اَوْر نَزْوَلِ كَا كُچھ نِشَانِ نَمِيْنَ پَاتِيْ اَوْر نَهْ اِسْ كِي كُوْنِيْ مِثَالِ پَاتِيْ هِيْ حَالَا نَكِهْ اِمَامِ لَذِكْرِ الْاَمْثَلَةِ كُلِّهَا وَلَا جُلْ ذَلِكَ سَمَاهُ اللَّهُ اِمَامَا فِي كِتَابِ مَبِيْن. مِنْهُ تُوْرَاتِ تَمَامِ مِثَالُوْنَ كِي لِيْ اِمَامِ هِيْ اِيْ لِيْ خُذَا تَعَالَى نِيْ قُرْآنِ شَرِيفِ مِيْنَ اِسْ كَا نَامِ اِمَامِ رَكْهَا هِيْ۔

لئے ہماری طرف سے ناجائز محسوس ہوئے۔ ہم نے اس کو اپنے پہلے اشتہاروں میں بہت غیرت دلائی۔ اور غیرت دینے والے الفاظ استعمال کئے مگر کچھ ایسا دھڑکا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ کہ وہ سہر نہ اٹھا سکا۔ پھر ہم نے نہایت الحاح اور انکسار کے ساتھ یسوع کی عزت اور مرتبہ کو یاد دلا کر قسم دی اور جہاں تک الفاظ جمیں مل سکے۔ ہم نے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس بہتان کو جو ہم پر لگا تھا ثابت کرے یا قسم کھاوے۔ لیکن وہ ان بد بخت جھوٹوں کی طرح چُپ رہا۔ جن کا کانشنس ہر وقت اُن کو ملاست کرتا ہے کہ تم خدا کی لعنت کے نیچے کارروائی کر رہے ہو۔ یقیناً اس کو یہ خوف کھا گیا کہ تحقیق کرانے کے وقت اس کے جھوٹے منصوبہ کے تمام پردے ہال بگ جائیں گے۔ اور قسم کھانے کی حالت میں خدا کا قہر اس پر نازل ہوگا۔ سو اس نے نہ ناش کی اور نہ قسم کھائی۔

کھڑے نہ لگا۔ اور عبادت میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دیگا۔ پس بلاشبہ وہ میل کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے غیبت کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مٹا ہے +

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعمال اور جہاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہوجاتے ہیں اور وہ حقیقت پر عمل نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ انہوں نے مسیح عیسیٰ کو ہم پر مسیح و غیرہ میں زبان مقدس حضرت نبی سے فی حد نہ رکھا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسیح کو ایک معمولی عابد و عابدات کے کہے۔ در نہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

قول: حضرت اقدس میرزا صاحب اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی پیش بہا اور لاثانی کتب شہادۃ القرن میں درج فرمایا ہے یعنی آتم اور احمدیگ جو شیلہ پوری کے دلاوی کی موت کی پیشگوئی اور نیکرام پشوری کی موت کی نسبت پیش خبری اب تاخرین خود بخود سمجھ لیں گے۔ کہ وہ سچا دعویٰ ہے یا دروغ بے فروغ +

اقول: میں کہتا ہوں کہ نیکرام کی پیشگوئی کی معاد تو ابھی بہت باقی ہے سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے ان آتم اور احمدیگ اور دلاوی احمدیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس کی معاد گزری چکی ہے و حقیقت یہ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک آتم کی موت کی نسبت دوسری احمدیگ اور اس کے دلاوی کی موت کی نسبت سو آتم ۲۷ جولائی ۱۳۸۵ کو بروز دوشنبہ فوت ہو گیا۔ اور ایک آنکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی

دینی خدمت کا قابل تقلید نمونہ

سنہ خوب یاد نہیں، غالباً ۱۹۳۷ء تھا، حکیم الامت تھانویؒ کی محفل خصوصی میں نماز چاشت کے وقت حاضری کی سعادت حاصل تھی ذکر مرزا سے قادیانی اور ان کی جماعت کا تھا اور ظاہر ہے کہ ذکر ”ذکر خیر“ نہ تھا حاضرین میں سے ایک صاحب بڑے جوش سے بولے ”حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے، نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو“ حضرت نے مہلچہ بدل کر ارشاد فرمایا کہ ”یہ زیادتی ہے، توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدہ ختم رسالت میں بات کو بات کی جگہ پر رکھنا چاہیے جو شخص ایک جرم کا مجرم ہے یہ تو ضرور نہیں کہ دوسرے جرائم کا بھی ہو۔“ ارشاد نے آنکھیں کھل دیں اور صاف نظر آنے لگا کہ:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَجْرِمُكُمْ شَتَانُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَنْ لَا تَعْدُوا أَعْدَاءَهُمْ قَدْ بَلَغُوا لِقَاكَ

اے مسلمانوں! کسی گروہ کی مخالفت تم کو اس پر نہ آمادہ کر دے کہ تم بے انصافی پر اتر آؤ۔ انصاف پر قائم رہو، کہ یہی قرین تقویٰ ہے۔
کے حکم پر عمل کے کیا معنی ہیں۔ یہ موضوع اسی ایک بار نہیں بار بار مختلف صحبتوں میں چھڑا۔ مولانا نے جب جب تنقید فرمائی علمی اور بلند ہی رنگ میں فرمائی۔ فلاں آیت قرآنی کی کیسی بودی تاویل کی ہے۔ بخاری کی فلاں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُتَّقُونَ

(اور جو کوئی ایسی بات لایا اور جس نے اس کو سچ جانا وہی ہیں متقی)

سچی باتیں

از :

مرتبہ

علامہ عبدالمجید ریابادی (مرحوم)

حکیم ہلال اکبر آبادی

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ - کراچی ۷

کی تھی۔ عیسائیوں نے اس سے روح القدس مراد لی۔ حالانکہ فی الحقیقت اس سے حضرت نبی کریم
مراد تھے۔ لفظ فارقلیط۔ دو الفاظ فارق اور لیط سے مرکب ہے۔ لیط شیطان کو کہتے ہیں
غرض یہ بڑی خطرناک غلطی ہے۔ جو انبیاء کی بعثت کے وقت لوگ کھایا کرتے ہیں۔ یعنی استعارات
کو حقیقت پر اور حقیقت کو استعارات پر محمول کر لیتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت یسوی صاحبہ کی ایک رویا سنائی جو انہوں نے
گزشتہ شب دیکھی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ "اپنے دیکھا۔ کہ دوپہر کے بعد ظہر کے وقت جس وقت کہ
یہ عموماً بٹالہ سے قادیاں پہنچتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کچھ اسباب اور دوسرے لیکر گئے ہیں
اور حضرت یسوی صاحبہ کو دیئے ہیں۔ اُسی وقت مرزا غلام قادر صاحب (حضرت مسیح موعودؑ کے
برادر کلاں مرحوم) آگئے ہیں اور ان کے ہمراہ رحمت اللہ (حضرت مسیح موعودؑ کے والد مرحوم کا
مختار) بھی ہے۔ اس پر حضرت یسوی صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ سے دریافت کیا۔ کہ ان کے
کھانے کا کیا انتظام ہوگا۔ (اس خیال سے کہ ان کا گھر دوسری طرف ہے۔ اور یسوی بھی موجود
ہے۔ جن سے آپ کا موجودہ صورت میں بکلی انقطاع ہے) اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ
نے فرمایا کہ دراصل وہ مر گئے ہیں۔ اور وہ دونوں گھروں کے دیکھنے کیلئے آئے ہیں۔ حضرت
یسوی صاحبہ نے فرمایا کہ رحمت اللہ خاص آپ سے ملنے کیلئے آیا ہے۔ پھر منظور علی ایک لڑکا ایک
پوٹلی کپڑوں کی اُس دوسرے گھر میں ہمارے ہی مکان کی سیرٹھیوں میں سے گذر کر اُس طرف کو
لے گیا ہے۔ جسے انہوں نے کھولا تو اس پوٹلی میں سیاہ بوٹی اور سفید زمین کی ایک چھینٹ تھی۔
اس کے بعد ان کا باقی اسباب بھی ادھر ہی آگیا۔ جس پر معلوم ہوا کہ منظور علی جو پوٹلی ادھر لے
گیا تھا وہ بھی غلطی سے لے گیا تھا۔ دراصل وہ بھی ادھر ہی کی تھی۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی
حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس رویا کے بعض اجزاء میری کل والی رویا سے ملتے ہیں۔ پھر
فرمایا کہ غلام قادر میں جو قادر کا لفظ ہے۔ اس کا تعلق دونوں گھروں سے ہے۔ مگر رحمت اللہ
مخصوص اسی گھر سے ہے۔ پھر سیر سے واپسی پر اپنے اپنا ایک تازہ الہام سنایا۔ "نواب مبارک علی
بعد ازاں پیر سراج الحق نے اپنا ایک رویا سنایا۔ اور آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ اسی
دن بعد نماز شام آپ مرزا خدابخش صاحب سے ان کی کتاب عمل مصطفیٰ سنتے رہے۔

(الحکم جلد ۵ ص ۷۷)

۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء۔ صبح کی سیر میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ "جب انسان حجت اللہ کے

لو اے ماپنے ہر عیند خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

ملفوظاتِ احمدیہ

حصہ سوم

جس میں

سیدنا و مرشدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود
ہمدی معہو علیہ السلام، مجدد و صدی چہار و ہم کے مبارک ملفوظات

نمبر ۱۹۰۱ء سے اپریل ۱۹۰۲ء تک

مترجمہ
خاکار محمد منظور الہی ممبر احمدیہ انجمن کاشاعت اسلام لاہور

مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس - لاہور

کے لئے اگر کوئی شی آتا تو پھر نام نہ بنیاد کی شانِ تقدس میں رخنہ پڑتا۔ اور یہ تو ثابت ہے کہ اس سچ کو سرکاری سچ پر ایک جزئی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس کی دعوت عام ہے اور اس کی خاص تھی اور اس کو طویل طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کیلئے مٹوری طور پر حکمت اور معرفت سکھائی گئی ہے جو سچ ابن مریم کو نہیں سکھائی تھی کیونکہ بغیر ضرورت کے کوئی علم عطا نہیں ہوتا۔ او مانفولہ لہذا بقدر معلوم۔

قرآن کریم محدو کے قبل سچ کا آخری زمانہ میں امت میں آتا اس طور سے ثابت ہوتا ہے کہ تسرا آن کریم اپنے کئی مقلات میں فرمایا ہے کہ اس امت کو اسی طرز سے خلافت دی جائے گی اور اسی طرز سے اس امت میں لیٹے آئیں گے جو الی کتاب میں لکھے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ الی کتاب کے خلفاء کا خاتمہ سچ ابن مریم پر ہوا تھا جو بغیر سیف و سنان کے آیا تھا۔ سچ در حقیقت آخری علیحدہ موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ لہذا حسب وعدہ قرآن کریم ضرور تھا کہ اس امت کے خلفاء کا خاتمہ بھی سچ پر ہی ہوتا اور جیسے موسوی شریعت کا ابتداء موسیٰ سے ہوا اور انہذا سچ ابن مریم پر ایسا ہی اس امت کے لئے ہو۔ قطبوں لہذا لازم۔

اور احادیث میں جو نزول سچ ابن مریم کا لفظ ہے ہم اس میں ربط تمام لکھ آئے ہیں کہ نزول لفظ سے در حقیقت آسمان سے نازل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہمارے ہی مسئلہ اللہ علیہ وسلم کے حق میں کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں آیا ہے قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولاً۔ تو کیا اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ در حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے ہی اترے تھے۔ بلکہ قرآن شریف میں یہ بھی آیت ہے وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم یعنی دنیا کی تمام چیزیں نفل کے ہمارے پاس خزانے میں ہیں مگر بقدر ضرورت و مقتضائے صلحت و حکمت ہم ان کو اتارتے ہیں۔ اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ ہر ایک چیز جو دنیا میں پائی جاتی

نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمہارا فرضی مسیح وحی سے بکلی بے نصیب ہو کر آئے گا؟ تو بکر و اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر بدل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہ خواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی دوسے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔ اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

اسے مفتری لوگو! میں نے کسی نبی کی تو میں نہیں کی۔ میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ پر اگر تم خود نہ سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ بڑی فضیلت ایک ادنیٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اس لئے کفر سمجھتے ہو۔ اُس کو کیا ہو گے جو کہ گیا ہو افضل من بعض الانبیاء اگر میں تمہاری نظریں کافر ہوں تو بس ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یودی فقیہوں کی نظر میں کافر تھا۔ میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں مگر تم انکی برداشت نہیں کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ مجھ کو کافر کہنا آسان نہیں۔ تم نے ایک بھاری وجہ سر پر اٹھایا ہے اور تم سے ان سب باتوں کا جواب پوچھا ہلٹے گا!!!

اسے بدعت لوگو! تم کہاں گرے۔ کونسی چھپی ہوئی بد اعمالیاں تھیں جو تمہیں پیش آگئیں۔ اگر تم میں ایک ذرہ بھی نیکی ہو تو خدا تمہیں ضائع نہ کرتا۔ ابھی کچھ تھوڑا وقت ہے، اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو باز آ جاؤ۔ کیا خدا سے اُس بیوقوف کی طرح لڑائی کرو گے جو زور آور کے آگے سے نہیں ہٹ جاتا یہاں تک کہ مار سے پیسا جاتا اور کھلا جاتا ہو اور آخر ہڈیاں چوڑ ہو کر اور مردہ سا بن کر زمین پر گر پڑتا ہو۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا لیا اور تم کیا لو گے؟ ہذا و بعد الموت نحن نخاصم۔ بہت کچھ صوفیوں نے بھی انسانی کمالات

صغی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے جن میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے لیکن یہ آخری بروز اکل اور اتم ہے۔

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں۔ اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ اور نہ میں اکیلا اس کا قائل ہوں جس قدر اکابر اور عارف مجھ سے پہلے گذرے ہیں وہ تمام آخری آدم کو ولایت عامہ کا خاتم سمجھتے ہیں۔ اور حقیقت آدمیہ کی بروزات کا تمام دائرہ اس پر ختم کرتے ہیں اور اپنے کشف صحیح کے رُوح سے اسی کا نام آخری آدم رکھتے ہیں اور اسی کا نام مہدی مہمود اور اسی کا نام مسیح موعود رکھتے ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے بروز کے مسئلہ کو اپنی جہالت سے نظر انداز کر دیا ہے۔ اور خدا کی اس سنت کو جو اسی تمام مخلوق میں جاری و ساری ہے۔ بھول گئے ہیں۔ وہ لوگ ایک سطحی خیال کو ہاتھ میں لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی رُوح حدیث معراج کی شہادت سے گذشتہ رُوحوں میں داخل ثابت ہوتی ہے۔ پھر دوبارہ آسمان سے اُتارتے اور دنیا میں لاتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس خیال سے مسئلہ بروز کا انکار لازم آتا ہے اور وہ انکار ایسا خطرناک ہے کہ اس سے اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے۔ تمام ربانی کتابیں مسئلہ بروز کی قائل ہیں۔ خود حضرت مسیح نے بھی یہی تعلیم سکھائی اور احادیث نبویہ میں بھی اس کا بہت ذکر ہے۔ اس لئے اس کا انکار سخت جہالت ہے۔ اور اس سے خطرہ سلب ایمان ہے۔ اور اسی غلطی سے درمیانی زمانہ کے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیجاء و عوج کا نہایت بُرا لقب پایا۔ اور اس اجماع کو بھول گئے جو حضرت ابوبکر کی

نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ: ۹، روحانی خزائن، ج ۱، ص: ۳۵)

مرزا قادیانی نے اپنی دیگر کتب میں بھی بارہا اس کاذب ذکر کیا اور اس کے حواریوں نے بھی بہت پروپیگنڈہ کیا مگر آج تک مرزا اور اس کی ذریت اپنے اس دعویٰ کو ثابت نہیں کر سکی۔ ”فتح رحمانی“ میں کہیں بھی ان الفاظ سے دعا نہیں ملتی ”دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کر دے“۔ البتہ مولانا قصوری کی دعا کے یہ الفاظ ضرور موجود ہیں:

”اللہم یا ذا الجلال والاكرام یا مالک الملک جیسا کہ تُو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف ”مجمع بحار الانوار“ کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا ویسا ہی دعا و التجاء اس فقیر قصوری کا ان اللہ لہ سے مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ والحمد للہ رب العلمین انک علی کل شیء قدير وبالاجابة جدير۔ امین“ (فتح رحمانی بدفع کید قادیانی: ۲۶ مطبوعہ مطبع لودیانہ)

۱۹۔ اقامہ البرہان فی رد من قال بتحریف القرآن المعروف بہ

تحریف قرآن کا جواب [۱۳۰۲ھ]

یہ رسالہ ۱۲ صفحات سن ۱۳۰۲ ہجری/ ۱۸۸۳ء میں ایک پادری کے رسالہ ”تحریف القرآن“ کے رد میں تحریر فرمایا، پادری نے اپنے رسالہ میں لکھا:

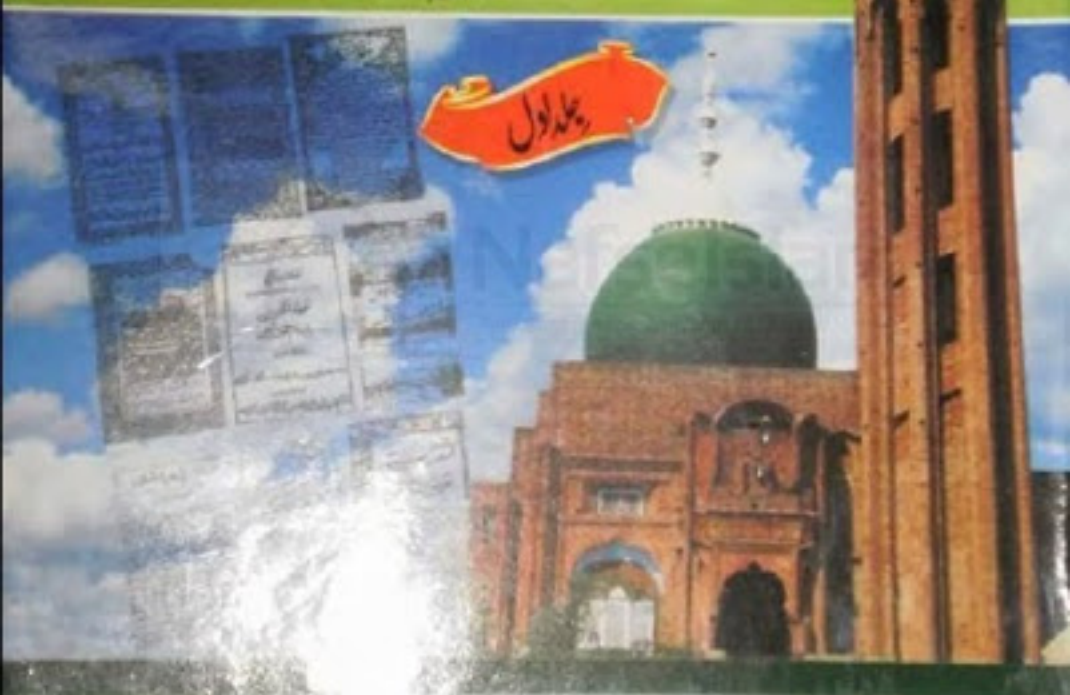
”محمدی دعویٰ کرتے ہیں کہ انجیل تبدیل ہو گئی ہے اور ہمارا قرآن صحیح اور درست ہے مگر جب ہم پوچھتے ہیں کہ کس وقت انجیل کی تبدیلی ہوئی اور کن لوگوں نے اس کو تبدیل کیا اور ان کا مطلب کیا تھا اور کون سی باتیں ہیں جو پہلے اور طرح تھیں اب اس طرح بدل گئیں اور اصل انجیل کہاں ہے۔“ (تحریف القرآن کا جواب: ۲)

رسائل محمدؐ فی قصویٰ

حَقِّر مَفْقُہٗ غلامِ اَدِستِ گِیرِ قِصْوٰی ہاشمی

۱۸۹۷ء / ۱۳۱۵ھ

بہارِ لؤلؤ



— ترجمہ —

محمدؑ افروز قادری بہاولپور

محمد سعید صاحب برنجی

محمد شاقب رضا قادری

الکتاب سید الزاد

اور اس پیش گوئی کا ظہور بارش اور سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے ظہور میں نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑ گئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے بھی پیش گوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصوں میں بارش ہو گئی اور جن اضلاع میں بارش سے ہمیشہ ترستے تھے وہاں بھی ہو گئی۔ پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور انصاف اور خدا ترسی سے کام لے گا وہ بلا تامل اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ امر خارق عادت اور غیر معمولی تھا جس کی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور اس ملک میں ایسے حالات کے پیش از وقت ظاہر کرنے کے لئے گورنمنٹ انگریزی میں ایک عملہ مقرر تھا اور منجم بھی تھے مگر کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہوں گی اور برف پڑے گی صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ﷺ کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔ تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف ہونے کے متعلق کسی قدر پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیش گوئی اس ملک سے خاص نہیں تھی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس نے خارق عادت رنگ دکھلایا ہو اور وہ یہ ہے۔

اخبار وکیل امرت سر مورخہ ۷ فروری ۱۹۵۷ء صفحہ ۲ میں جو ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء کے مطابق ہے یورپ کی موسمی حالات کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے :-

بعض ممالک یورپ میں امسال سردی کی ایسی شدت بیان کی جاتی ہے کہ سنہین ماضیہ میں اس کی کوئی نظیر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بلجیم میں مقیاس الحرارة صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطہ انجماد سے تیرہ درجے نیچے بیان کیا جاتا ہے۔ آسٹریا ہنگری میں سینٹی درجہ نیچے۔ اس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مر چکے ہیں۔ برطانیہ یورپ کی بعض دیوے لائنوں کی آمد و رفت میں غلٹ پڑ گیا ہے کیونکہ انجنوں کے تل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور اڈریسہ کی بندرگاہیں منجم ہو رہی ہیں۔ روس اور برطانیہ میں مقیاس الحرارة

جو لوگ یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں جو شخص ان میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے گا اور اعمال صالحہ بجالائے گا خدا اُس کو ضائع نہیں کرے گا اور ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو کچھ خوف نہیں ہوگا اور نہ غم ہے

یہ آیت ہے جسکے باعث نادانی اور کج فہمی یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اپنے نفسِ امارہ کے پیرو ہو کر محکمات اور بتینات قرآنی کی مخالفت کرتے ہیں اور اسلام سے خارج ہوئے کیلئے متشابہات کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ ان کو یاد ہے کہ اس آیت سے وہ کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم پڑا ہوا ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے۔ وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اللہ کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور رحمن اور رحیم ہے جس نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا۔ اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر المرسلین ہے۔ اور یوم آخر قرآن شریف کی رو سے یہ ہے جس میں مرد سے جی اٹھیں گے اور پھر ایک فریق بہشت میں داخل کیا جائیگا جو جسمانی اور روحانی نعمت کی جگہ ہے اور ایک فریق دوزخ میں داخل کیا جائیگا جو روحانی اور جسمانی عذاب کی جگہ ہے اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس یوم آخر پر فہمی لوگ ایمان لاتے ہیں جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود لفظ اللہ اور یوم آخر کے متعریج ایسے معنی کر دئے جو اسلام سے مخصوص ہیں تو جو شخص اللہ پر ایمان لائے گا اور یوم آخر پر ایمان لائے گا۔ اُس کے لئے یہ لازمی امر ہوگا کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور کسی کا

ہم اگر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف توحید کافی ہے تو پھر مفصل ذیل آیت سے یہ ثابت ہوگا کہ شرک و غیرہ سب گناہ بغیر توبہ کے بخشے جائیں گے اور وہ آیت یہ ہے۔ قل یا عباد الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یعفو الذنوب جمیعاً۔ مالا نکالساہرگز نہیں۔ من اللہ

اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔ نادان آدمی جو دراصل دشمن دین ہے اس بات کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات مخاطبات الہیہ کا جاری رہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسلام بھی اور مردہ مذہبوں کی طرح ایک مردہ مذہب ہو جائے مگر خدا نہیں چاہتا۔

نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صداہ مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لٰكُلُّ اَنْ يَّصْطَلِحَ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اُس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں اور لعنت ہے اُس شخص پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے مگر یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت

اور اس کا مقصد بھی یہی ہے

کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دکھلائی جائے۔

میں بار بار تمام دنیا پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں اسلام ہی صرف ایسا مذہب ہے جس کو زندہ مذہب کہنا چاہیے باقی تمام مذاہب قصوں کی پرستش میں گرفتار ہیں اور آریہ مذہب والے یوں تو ہر بات میں قانون قدرت کا حوالہ دیتے ہیں مگر اُن کے یہ دکھانے کے دانت ہیں کھانے کے دانت نہیں ہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ اُن کا مذہب آسمانی نشانوں سے بے نصیب ہے بلکہ اُن کا مذہب ہر ایک بات میں خدا کے قانون قدرت کے مخالف بھی ہے۔

مثلاً خدا کے قانون قدرت سے جانداروں کی پیدائش کی نسبت صریح یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہرگز اس طرح پیدا نہیں ہوتے جیسا کہ آریوں کا خیال ہے یعنی یہ کہ اُن کی رُو حیں شبنم

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئیس^{۲۳} برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افترا کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس^{۲۳} برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین

☆ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یسایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ منہ

یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذالک ازکی لهم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تینیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ۔ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہو گئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ تینیس^{۲۳} برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمام باتیں بیہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا قل اِنَّ هٰدٰی اللّٰهُ هُوَ الْهٰدٰی یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت لو تقول علینا کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنی صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد میں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو میں

(۷۷)